

Registerd

S. No 89

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۳) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۲۵ اکتوبر [illegible]ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

اخبارات اور مطابع کے متعلق کوئی نیا قانون پاس ہونے والا نہیں ہے - اگر مروجہ قانون میں تجربہ سے خامی پائی گئی - تو البتہ گورنمنٹ کی اجازت سے کوئی نیا قانون وضع کیا جائے گا - ۲ ماہ رواں کی صبح سے مدراس میں خوب زور شور سے بارش ہوئی **لنڈن** میں انڈین سول سروس کے داخلہ کے امتحان میں اب کی مرتبہ چار ہندوستانی امیدوار کامیاب ہوئے ہیں - دو پارسی - ایک مدراسی اور ایک بنگالی ہیں + **جمال پور** میں اب تک ہیضہ کا زور ہے **اندرون** شاہ عالمی دروازہ لاہور میں بلا پنساری کی دوکان سے کسی شخص نے سنکھیا خریدی جس کا وزن پاؤ بھر تھا - پولیس کو خبر ہوگئی اور خریدار مذکور فوراً گرفتار ہوگیا - بلا کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سے سنکھیا بیچتا ہوں اور بیوپاری لوگ میری دوکان سے ہمیشہ لیجایا کرتے ہیں - میری دوکان میں ابھی بیس سیر کے قریب سنکھیا ہوگا + **انجمن نعمانیہ** کے جلسہ میں سود کا استفتا جو پیش کیا گیا تھا - اس کا جواب دوشنبہ گذشتہ کو علما نے دیدیا - کہ چونکہ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے اس لئے یہاں مسلمانوں کو کسی قسم کا سود لینا جائز نہیں ہے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ کی خرید فروخت سیونگ بنک کا سود یا دوسرے بنکوں میں معینہ امانتوں کا سود رہن شدہ مکانات میں رہنا یا انہیں کرایہ پر دینا خواہ مرتہن ان مکانات کی حرمت پر روپیہ صرف کرتا ہو - زراعتی بنکوں کے حصے - غرض یہ سب صورتیں شرعاً ناجائز ہیں - ہنڈیوں کا بیوپار بھی جائز ہے - امدادی سرمایوں کا سود اور سود در سود جائز ہے مسلمانوں کے لئے بنکوں کا جاری کرنا بھی ناجائز ہے **جنوب** مشرقی فرانس میں بارش ہورہی ہے - آمد و رفت میں خلل واقعہ ہوتا جاتا ہے - پریسیڈنٹ فائیرس پیرس کو واپس چلے گئے ہیں + **دو ہزار لڑکیوں** نے جو پیزلی میں کلارک ملز میں تاگے تیار کرنے کا کام کرتی ہیں - ہڑتال کردی ہے - کوٹیس کی کارخانہ کی لڑکیوں نے ہڑتال میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوئی تھیں سخت بدسلوکی کی جب پولیس آئی اُس پر انہوں نے پتھر پھینکے - کوتس کے کارخانہ نے کام بندکردیا ہے اور ملازموں کو پوری تنخواہ دی جاتی ہے بارہ ہزار آدمی بیکار ہوگئے ہیں - **امریکہ** کے مشہور کروڑپتی کارنیلیس وانڈر بلٹ کی بیٹی مس گلیڈس وانڈر بلٹ کی نسبت ہنگری کے کاونٹ لازلو سیزشم جی سے قرار پائی ہے **ڈینول** علاقہ واشنگٹن میں کینیڈا سے بھاگے ہوئے ہندوستانی پناہ گیر ہونے کو گئے تھے - مگر تین ماہ رواں کو امریکہ کے مزدوروں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں مار کر وہاں سے بھگا دیا + **سینٹ** لوئیس میں تقریر کرتے وقت مسٹر روز ویلٹ نے کہا ہمیں ایک زبردست بحری بیڑا تیار کرنا چاہئے + **کوریا** کی شرکشی فرو ہوگئی ہے باغیوں کے آٹھ سو آدمی قتل اور کئی ہزار زخمی ہوئے دو جاپانی رجمنٹوں نے فساد رفع کیا پندرہ سپاہی مارے گئے اور چالیس زخمی ہوئے + **مولائے** حفیظ کے سو سوار مخزن بین چھپے سے گئے اور گورنر کو گرفتار کرکے مراقش کو بھیدیا ہے - اس کی جگہ ایک اور گورنر مقرر کیا گیا ہے + **قیصر و قیصرۂ** جرمنی انگلستان سے واپس ہوتے ہوئے ملکہ ہالینڈ سے ملاقات کرینگے **جانسبرگ** کی تار برقی مظہر ہے کہ ٹرنسوال کے تیرہ ہزار ہندوستانیوں میں سے صرف دو سو نے نئے قانون کیمطابق اپنے نام درج رجسٹر کرائے ہیں +

ایڈیٹوریل نوٹس

جو مضمون پادری علی بخش صاحب نے بجواب یاران بے طریقت از طرف واعظ تحریر فرمایا تھا اس پر مسٹر موصوف کی طرف سے جواب الجواب آیا ہے۔ جسکو ہم درج اخبار تو کر دیتے ہیں لیکن اس خوف سے کہ یہہ مضمون طول کھینچیگا ہم ہر دو صاحبان سے التماس کرتے ہیں کہ جو لکھا جا چکا ہے۔ اسی پر اکتفا کریں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ایک دوسرے کے مقابل معارضہ کرتا چلا جائیگا اور بمقتضی ہمیں میدان ہمین چوگان ہمیں گوئے یا صدائے گنبد جیسی کہے ویسی سنے وال نوبت پہنچ جائیگی ٭

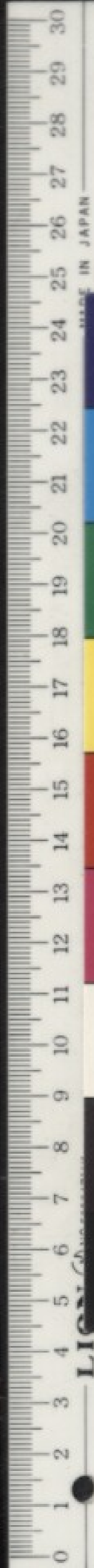
پادری پی۔ سی اوپل صاحب کی استدعا پر اپیل بعنوان "مسیحی دیہاتی جماعتون کا مستقبل" ہم بخوشی تمام نور افشان کے آیندہ نمبر میں شایع کرینگے۔ بوجہ عدم گنجایش ہم انکی رائے سے کلیہ اتفاق کرتے ہیں۔ مدراس کے بشپ صاحب نے اسی مضمون پر بہت ہی زور شور سے تقریر اور خامہ فرسائی کی ہے۔ آپکا فرمانا ہے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ کل مشنین دیہات کے کام کی طرف زیادہ توجہ دیں اور بالخصوص اُن ادنیٰ اقوام کے اٹھانے کی کوشش کرین جو دیہات میں رہتی ہیں۔ انکا خیال ہے کہ جب ادنیٰ اقوام کو اٹھایا جائیگا تو وہ دوسری قومون کے لئے ایک عملی سبق ہوگا۔ کیونکہ جب اعلیٰ اقوام ادنیٰ اقوام کی نیک خصایل اور سیرت دیکھینگی جنکا ظہور پہلے عنقا کی طرح نابود تھا لیکن اب پدید ہوا ہے تو وہ بھی انکی دیکھا دیکھی مسیحیت کی طرف رجوع ہونگی۔ بیشک تعلیم ہی ایک بڑا ذریعہ ہے جس کی بدولت ادنیٰ اقوام اٹھائی جاسکینگی۔ تعلیم ہمیشہ مسیحیت کی ہمرکاب رہی ہے۔ مسیحیت انسان کو اٹھاتی ہے۔ اور بغیر تعلیم کے نہ تو ہماری روحین اور نہ ہمارا دماغ منور ہو سکتے ہیں۔ وہ وقت آگیا ہے کہ مشنیں دیہاتی کام کی تعلیم کا بیڑا اٹھائیں۔ ہم خوشی سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ یہہ اہم مسئلہ ابھی دفعہ امریکن پریسبٹیرین مشن کے سامنے جس کا انعقاد ماہحال میں لودیانہ میں ہوگا باقاعدہ درپیش ہے۔ منجملہ دیگر تدابیر کے مفصلہ ذیل تجاویز زیر بحث ہونگی اور امید کیجاتی ہے کہ اُس کا کچھ عملی نتیجہ بھی ظاہر ہوگا۔ اول مسیحی دیہاتی جماعتون کی ترقی کے واسطے ضروری ہے کہ استاد اور مناد اُن کے لئے مہیا کئے جائیں اور کہ ان کے گرد نواح کے غیر مسیحیون میں بشارتی کام جاری ہو۔ دوم یہہ تجویز ہے کہ اسپیشل ادنیٰ پرایمری سکول اُن دیہات میں قایم کئے جائیں جہان مسیحی لڑکے لڑکیان پائی جاتی ہیں۔ سوم ایک اعلیٰ پرایمری دیسی مدرسہ دیہات کے لڑکوں کے لئے ایک باموقعہ جگہ میں قایم کیا جائے۔ چہارم ایک تعلیمی مدرسہ دیسی استادون اور منادون کے لئے ایسے باموقعہ دیہاتی سٹیشن میں قایم کیا جائے جسمیں دیہات کے طلبا باترتیب تعلیم پا دین۔ پنجم علاوہ لودیانہ کے مسیحی بورڈنگ سکول کے ایک درمیانی بورڈنگ سکول کھولا جاوے جسمیں غریب مسیحیونکے لڑکے لڑکیان بھی تعلیم پا سکیں ٭

ہمارے پاس ایک مختصر سوانح عمری کا رسالہ بعنوان "ایک مسیحی خاتون کی زندگی کا تذکرہ" واسطے ریویو کے پہنچا ہے۔ یہہ مسیحی خاتون ڈاکٹر نجم الدین صاحب مقیم ڈیرہ غازی خان کی اہلیہ تھیں۔ واقعی انکی زندگی ہر ایک مسیحی خاتون کی تقلید کے لایق ہے جو عورت اپنے خانہ داری کے کام کو انجام دیکر دیگر تعلقات میں بھی اپنی زندگی کا کچھ حصہ تفویض فرما سکے وہ واقعی پبلک کے سامنے آنے کے لائق ہے۔ اس مرحومہ اہلیہ نے اپنی تعلیم کے ایام میں الگزنڈرا سکول میں تعلیم حاصل کی۔ اور رفتہ رفتہ اعلیٰ درجہ کی لیاقت حاصل کی۔ اور اس تعلیم کے نتیجہ کو اپنی ذات سے اندر اور باہر ہر ایک کو فائدہ پہنچایا مسیحی جماعت میں انکی بڑی عزت اور توقیر کی جاتی تھی۔ بہ حیثیت والدہ اُن کے بچے ان کے پورے تابع تھے۔ اور اُن کی تعلیم اور تربیت میں بدل و جان معروف رہیں۔ خانگی عبادت ان کے روزمرہ کا معمول تھا۔ مشنریون میں بھی اُنکی تاثیر پڑھکر تھی۔ انتظامی لیاقت اور دینداری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ غرضیکہ ہر ایک پہلو سے انکی زندگی کا نمونہ ہمارے لئے تقلید کا باعث ہے یہہ رسالہ مقدسہ مرحومہ اہلیہ کی یادگاری میں اُن کے عزیز شوہر ڈاکٹر نجم الدین صاحب نے چھپوا کر مسیحی بہنون کی نذر کیا ہے۔ کاغذ اور چھپائی عمدہ ہے۔ یہہ رسالہ ہر ایک سنڈے سکول کی لائبریری میں ہونا چاہئے اور اگر کسی مسیحی بہن کو اسکی ضرورت ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب موصوف سے لکھ کر بلا قیمت منگوا سکتی ہیں ٭

افسوسناک موت

ہم بڑے افسوس سے خبر دیتے ہیں کہ پنجاب ریلیجس بک سوسایٹی کے اسسٹنٹ سکریٹری مسٹر فضل ۲۴ اکتوبر کی شام کو بعارضہ نمونیہ انتقال کر گئے۔ مفصل حال آیندہ شایع کرینگے ٭

خدا اُن کے پس ماندگان کو تسلی بخشے ٭



ہندوستان اور جاپان کی تعلیم کا مقابلہ

جدید جاپان کی ہسٹری ۱۸۶۸ء سے شروع ہوتی ہے جبکہ شوگن ٹوکوگاوا کمانڈر انچیف نے اپنے اختیارات شہنشاہ متسوہیتو کے سپرد کر دیئے۔ اسی سال شہنشاہ ومیکاڈو نے پانچ اصولوں پر حکمرانی کرنے کی حلف کی۔ ان اصولوں میں سے ایک یہہ تھا کہ علوم وفنون اور دانائی کی تلاش ہر حصہ دنیا میں پوری کوشش سے کی جائیگی۔ اس دن سے جاپان نے تعلیمی پہلو سے بہترین طریقے اختیار کرنا شروع کئے۔ فوری اور کامل تحقیقات کے بعد ۱۸۷۱ء میں محکمہ تعلیم باضابطہ قائم کیا گیا ۱۸۷۲ء میں ایک شاہی اعلان شایع ہوا۔ اس میں درج تھا۔

اب سے یہہ تجویز کی جائیگی۔ کہ سلطنت کے کسی حصہ میں کوئی گانوں اور کسی گانوں میں کوئی خاندان اور کسی خاندان میں کوئی ممبر ناخواندہ نہ ہو۔ اس پالیسی پر ایسی مستعدی اور تندہی سے عملدرآمد کیا گیا۔ کہ ۱۹۰۶ء تک ۹۰ فیصدی مرد اور ۸۰ فیصدی عورتیں تعلیم یافتہ تھیں۔ دو سال ہوئے ہیں دو جاپانی شتریوں نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں جاپان کی ترقی پر لیکچر دیتے ہوئے ظاہر کیا تھا۔ کہ اب یہہ تعداد علی الترتیب ۹۸ اور ۹۱ فیصدی ہوگئی ہے۔ سکول جانے کے قابل ہر ایک لڑکا پرائمری سکول میں تعلیم پا رہا ہے جاپان کو فخر ہے کہ عوام الناس تک تعلیم پہنچانے کی پالیسی پر اس نے سب سے پہلے عملدرآمد کیا ہے جاپان میں ہر ایک گاؤں کے لئے اوسطاً دو سکول موجود ہیں۔ ہندوستان میں لسنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رُو سے صرف پارسی کمیونٹی کے ۹۱ فیصدی مرد اور ۷۹ فیصدی عورتیں تعلیم یافتہ ہیں۔ ورنہ عام طور پر سو میں سے صرف دس آدمی کچھ لکھ پڑھ سکتے ہیں اور ۱۴۴ عورتوں میں سے ایک عورت کچھ شُد بُد جانتی ہے۔ پانچ دیہات میں سے چار میں کوئی سکول نہیں اور قابل تعلیم عمر کے آٹھ بچوں سے صرف ایک کو سکول کی تعلیم نصیب ہوتی ہے۔

۱۸۹۰ء میں ایک اور شاہی اعلان شایع کیا گیا اور اُس کے بعد حب الوطنی اور اخلاق کی تعلیم اسی اعلان کے منشا کی بنیادوں پر رہی ہے۔ چین اور جاپان کی جنگ ۱۸۹۴-۹۵ء کے بعد جاپان کی طاقت یکایک جاگ اُٹھی قومی ترقی کے لئے جاپان میں ایسا جوش پیدا ہو گیا۔ کہ اس کی نظیر نہیں ملسکتی۔

بقول پروفیسر سارپ اس جنگ کے بعد قومی وجود اور قوت کے احساس سے متاثر ہو کر اپنے ملک سے باہر دنیا کے وسیع میدان پر نظر ڈالی دنیا کے ساتھ پولیٹیکل اور تجارتی مقابلہ کے مضمون پر غور کیا۔ اس سے خاص قسم کی اور عام تعلیم کے خیال کو اور تقویت ملی۔ اور اس کے جو نتایج ہوئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں جنگ بذاتہ ایک قوم کے لئے سبق آموز ہے۔ کیونکہ یہہ ایک انسان کی مردانہ خاصیتوں کی بیداری کا موقعہ ہوتا ہے۔ کامیاب جنگ سے نہ صرف لوگوں کی قوت ایجاد بڑھتی ہے بلکہ مادی ترقی اور روحانی اور اخلاقی قوتیں قوم کی مختلف حالتوں میں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ جنگ چین جاپان سے پورے دس سال بعد ۱۹۰۴-۰۵ء کی جنگ روس جاپان نے جاپان کی تعلیمی ترقی کو اور مدد پہنچائی ہے۔

جاپان کی آبادی چار کروڑ ساٹھ یا ۷۰ لاکھ ہے بلحاظ رقبہ جاپان صوبہ مدراس اور بلحاظ آبادی صوبجات متحدہ آگرہ واودھ کے برابر ہے۔ لیکن جہاں جاپان محاصل شاہی سے پانچ ملین پونڈ (ساڑھے سات کروڑ روپیہ) تعلیم پر خرچ کرتا ہے۔ وہاں سارے ہندوستان میں ڈیڑھ ملین سے بھی کم تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے ہندوستان میں جاپان کے مساوی تعلیم دینے پر ۲۷ ملین یا موجودہ تعداد سے ۱۸ گنا زیادہ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ میکاڈو کی سلطنت میں جتنا خرچ صرف تعلیمی عمارتوں پر کیا جاتا ہے۔ اس سے کم ہندوستان کی ساری تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔ جاپان میں سرکاری خرچ تعلیم پر فی کس ایک روپیہ چار آنے چار پائی ہے لیکن برٹش ہند میں یہہ خرچ فی کس سات آنے رعایا کی تعلیم پر خرچ کرتی ہے۔ جاپان تعلیم پر کچھ زیادہ خرچ نہیں کرتا۔ جرمن میں فی کس پانچ روپیہ سات آنے دو پائی۔ فرانس میں تین روپے تیرہ آنہ گیارہ پائی۔ انگلینڈ میں تین روپے۔ سپین میں ایک روپیہ سات آنے دو پائی اور اٹلی میں ایک روپیہ ایک آنہ گیارہ پائی فی کس تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں نسبتاً زیادہ خرچ کرتی ہیں۔ لیورپول یونیورسٹی فی طالب علم ۱۰۵۰ روپیہ اور مانچسٹر کالج ۱۰۷۰ روپیہ فی طالب علم سالانہ خرچ کرتا ہے جاپان کی ٹوکیو یونیورسٹی میں سائنس کی تعلیم میں فی طالب علم ۱۴۸۵ روپیہ۔ ڈاکٹری تعلیم کے لئے فی طالب علم ۱۰۵۰ روپیہ۔ صیغۂ زراعت میں فی طالب علم ۴۸۵ روپیہ اور ۴۹۸ روپیہ علم ادب کے طالب علم پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ کلکتہ کے پریزیڈنسی کالج میں فی طالب علم ۲۰۷ روپیہ خرچ ہوتے ہیں۔ جن میں سے ۱۴۴ روپیہ بطور فیس طلبا سے وصول کئے جاتے ہیں۔ جاپان میں داخلہ امتحان کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اعلےٰ جماعتوں میں صرف ساڑھے تین روپیہ ماہوار فیس امپیریل یونیورسٹی میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ جاپان میں کل اخراجات تعلیم میں زائد از ۸۲ فیصدی گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔ بنگال میں یہہ تعداد ۴۲ فیصدی ہے۔ لیکن جاپان میں طلبا کو صرف ۹ فیصدی تعلیمی اخراجات میں دینا پڑتا ہے۔ حالانکہ بنگالی طالب علم قریباً ۲۹ فیصدی ادا کرتا ہے +

جاپان میں تعلیم کا آغاز کنڈر گارٹن سے ہوتا ہے اس کے لئے عورتین تعلیم پر مقرر ہیں۔ تین سے چھ سال کے لڑکے آتے ہیں۔

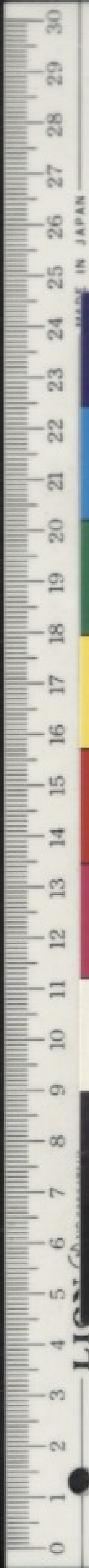
کھیل کود کے علاوہ اور کسی قسم کی تعلیم بہت کم دیجاتی ہے۔ کنڈر گارٹن کا طریقہ محض اس لئے کہ لڑکون کو سکول جانے کی خوشی خوشی عادت ہوجائے کنڈر گارٹن کا ہر طرح کا سامان جاپانی بچون کے لئے جاپان کا بنا ہوا ہوتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے بھی ابتدائی تعلیم لازمی تھی لیکن درحقیقت اسی سال سے تعلیم لازمی سمجھی جاتی ہے۔ پرائمری تعلیم کے دو درجے ہین۔ ایک کا کورس چارسال کا ہے جو عنقریب ۶ سال تک بڑھایا جائیگا اور دوسرا کورس دوسرے چارسال کا ہے پرائمری تعلیم شروع کرنے کے وقت بچے کی عمر کم از کم ۶ سال ہونی لازمی ہے۔ پرائمری میں لڑکیوں اور لڑکون کو یکجا تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر پرائمری تعلیم ختم ہونے پر دونو کی تعلیم کا انتظام بالکل الگ الگ ہے۔ اشیاء کے نمونے کھلونے۔ نقشے جاپانی ناموروں کی اور عام مفید تصویرین جن میں جاپانیوں کی اچھی رسوم۔ نیک اطواری۔ بحری اور بری کارگذاریون اور بہادریون کے منظر دکھلائے گئے ہوتے ہیں۔ ان پرائمری سکولوں میں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا نمونہ گھر ہوتا ہے جہان جانورون۔ پرندون۔ درندون۔ نباتات۔ کیڑون کموڑون۔ معدنیات اور جاپان کے جنگی جہازات وغیرہ وغیرہ کے نمونے رکھے جاتے ہیں۔ چھوٹے بچون کو لکڑی کے ڈمبل اور ذرا بڑے لڑکون کے لئے چھوٹی چھوٹی بندوقیں ورزش جسمانی کے لئے مہیا کی جاتی ہیں۔ سکول کی عمارتین ایسی وسیع بنائی گئی ہیں کہ ان میں دو ہزار طلباء کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ ان عمارتون پر چالیس ہزار سے لیکر ایک لاکھ روپیہ تک فی عمارت خرچ کیا جاتا ہے۔ بالاوسط ۵۵ طلباء کے لئے ایک معلم ہوتا ہے۔ چھوٹی جماعتون کا امتحان نہیں ہوتا۔ مقررہ مدت تک تعلیم دینے کے بعد ہر ایک طالب علم کو اوپر کی جماعت میں ترقی دیجاتی ہے۔ ان سکولون میں سزا یا جرمانہ کا کوئی نام تک نہیں جانتا۔ پرائمری کے اعلےٰ درجہ میں دیگر مختلف مضامین کے ساتھ اخلاقی تعلیم بھی شامل کی جاتی ہے دیگر مضامین جاپان کی تواریخ جغرافیہ حساب۔ سائینس۔ نقشہ کشی و مصوری۔ راگ اور ورزش جسمانی ہیں۔ پرائمری سکولون میں ۱۶ فیصدی عورتیں استاد ہیں۔ ۱۵ سال تک ملازمت کے بعد ہر ایک معلم پنشن کا مستحق ہوتا ہے۔ کم از کم ان کو ۲۱ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے مگر پرائمری کے اعلےٰ درجہ میں استادوں کی تنخواہ معقول ہوتی ہے۔

پرائمری کی تعلیم میں بچوں کو تواریخ پڑھانے کی یہہ غرض ہوتی ہے۔ کہ بچون کو جاپانیون کی قومیت اور عہد بعہد ترقیون کا علم ہوجائے۔ اور ان کے دلون میں اپنی عظیم الشان سلطنت کی رعایا بننے کے فخر کا احساس پیدا ہوجائے۔

نامور جاپانیون کی کارگذاریون اور قومی بہادری کو دلون پر نقش کیا جاتا ہے۔ شروع زمانہ سے ہی بچون کو اعلےٰ صفات اور حب الوطنی کی تعلیم ہوتی ہے۔ جب طالب علم فارغ التحصیل ہوکر سکول سے نکلتا ہے تو نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ وہ تمام دنیا کی نسبت جاپان کی فوقیت اور برتری پر پورا یقین رکھتا ہے اس کے دل میں سب سے زیادہ عزت اور قدر میکاڈو کی ہوتی ہے اور اس کے لئے وہ آیندہ زمانے میں اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

سکنڈری تعلیم مڈل سکولوں سے شروع ہوتی ہے اس کا کورس پانچ سال کا ہے۔ داخلہ کیوقت طالب علم کی عمر ۱۲ سال ہونی لازم ہے۔ تھوڑی انگریزی کے سوا جو قریبًا ہر ایک سکول میں سکھلائی جاتی ہے باقی تمام مضامین جاپانی زبان میں سکھلائے جاتے ہیں۔ مادری زبان میں تعلیم دینے سے نصف وقت خرچ ہوتا ہے۔ سکولون کی عمارتیں نہایت نفیس اور عالیشان ہیں۔ سکولون میں تعلیم کا مکمل سامان موجود ہوتا ہے۔ کیمسٹری اور ورزش جسمانی کے اوزار وغیرہ سب کے سب جاپان میں بنائے جاتے ہین ان سکولون میں دیگر ضروریات تعلیم کے علاوہ قدیم جاپانی ہتھیار۔ جاپان کی تواریخی اشیاء اور دیگر چیزون کے نمونے سکول کے متعلقہ میوزم میں طلباء کی واقفیت کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ لائبریریاں بہت کم ہیں اور اسکی وجہ یہہ ہے۔ کہ جاپانی کتابی تعلیم کے حق میں نہیں۔ بلکہ وہ عملی تعلیم کے طرفدار ہیں معیار یہ نہیں کہ کوئی کتنا پڑھا ہے۔ بلکہ یہہ کہ پڑھ کر کرنا کیا جاتا ہے استادون اور طلباء کے درمیان سوائے تعلیم کے اور تعلقات نہیں۔ لیکن جو استاد طلباء میں ہر دلعزیز نہ ہون انہیں سکول چھوڑنا پڑتا ہے۔ طلباء میں سٹرائیک کا دستور عام ہے۔ انتظام تربیت تا حال خاطرخواہ اور بے نقص نہیں۔ ان سکولون میں بھی امتحان کا قاعدہ نہیں اور اس طریق میں جرمنی بھی جاپان کا شریک ہے کہا جاتا ہے کہ یہہ طریقہ مفید ثابت ہوا ہے۔ امتحانات کی کشمکش کا اثر طلباء کی صحت پر بُرا ہوتا ہے۔ اور طلباء کتابی تعلیم پر اس طرح غیر ضروری طور پر زیادہ متوجہ ہوجاتے ہیں۔ علاوہ اس کے ایک وجہ یہہ ہے۔ کہ طلباء کی دل شکستگی کے خیال سے بھی امتحانات کا طریقہ مناسب نہیں سمجھا جاتا مڈل سکولوں کی تعلیم ہندوستان کی ایف۔ اے کی تعلیم کے برابر برابر ہے۔ ان میں جاپانی چینی۔ انگریزی فرانسیسی جرمن زبانون کے علاوہ علم الاخلاق تواریخ





جغرافیہ طریقہ ورزش۔ علم طبعی۔ الجبرا۔ کیمسٹری۔ ڈرائنگ۔ اکانمی۔ راگ اور قواعد وغیرہ مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ طریقہ تعلیم کی نسبت ایک صاحب مسٹر لافکیڈ ہوبیرن لکھتے ہیں:

یہہ معلوم کرنا کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ جاپانی جغرافیہ سائینس کی کس طرح تعلیم دیجاتی ہے۔ علم نباتات کی تعلیم دیتے ہوئے نباتات کا رگ و ریشہ خوردبین سے مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ معدنیات وغیرہ کی تعلیم کے متعلق طلبا پہاڑوں جھیلوں اور ساحل سمندر پر لیجائے جاتے ہیں۔ نیچرل ہسٹری کی بھی اسی طرح عملی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ حیرت ناک ہوتا ہے۔ ایک سولہ سالہ طالب علم نے ایک پروفیسر کو ٹوکیو میں بھیجنے کے لئے دو سو کے قریب سمندری بوٹیاں جمع کی تھیں۔ ایک دوسرے تیرہ سالہ طالبعلم نے بلا کسی فروگذاشت یا غلطی کے ان تتلیوں کی جو گرد و نواح میں پائی جاتی ہیں ایک مکمل فہرست تیار کر دی ہے۔

مڈل سکولوں سے اوپر اعلے سکول ہیں۔ ان میں تین سال کا کورس ہے۔ ان سکولوں میں داخلہ کے وقت طالب علم کی عمر کم از کم ۱۷ سال ہونی چاہئے۔ ان سکولوں میں ہندوستان میں کالج کی اعلی جماعتوں کے مساوی تعلیم کا درجہ ہے۔ یہہ سکول داخلہ یونیورسٹی کے لئے طلبا کو تیار کرتے ہیں۔ امتحانات ان میں بھی برائے نام ہے۔ فوجی قواعد اور جنگی ورزش پر یہاں زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور اکثر طلبا عملاً سپاہی ہیں۔ امپیریل یونیورسٹی ٹوکیو ۱۸۷۷ء اور کیاٹو یونیورسٹی ۱۸۹۷ء میں قایم ہوئی تھی۔ علاوہ بریں چند پرائیویٹ یونیورسٹیاں بھی ہیں جو عام طور پر کالج کہلاتی ہیں۔ یونیورسٹی میں داخلہ کے وقت طالب علم کی عمر کم از کم ۱۹ سال اور زیادہ سے زیادہ ۲۲ سال ہونی چاہئے۔ یونیورسٹی میں طلبا کو بالکل آزادی ہوتی ہے۔ ان پر کوئی نگرانی نہیں رکھی جاتی۔ یونیورسٹی میں بعض مضامین کے لئے تین اور بعض کے لئے چار سال کا کورس ہے۔ امتحانات برائے نام اور عموماً زبانی ہوتے ہیں اور بالعموم کوئی فیل نہیں ہوتا ہے۔ کورس ختم کرکے ہر ایک طالب علم اپنے آپ کو گاکشی لکھ سکتا ہے۔ جو ہندوستانی ایم اے کے برابر ہے۔ مگر اس کے لئے کوئی سند سرکاری نہیں دی جاتی۔ یونیورسٹی کی سند ایل ایل ڈی کے مساوی ڈگری حاصل کرنے پر دی جاتی ہے اور فارغ التحصیل طالب علم ہاکشی کہلاتا ہے۔ یہہ ڈگری نو مختلف مضامین قانون۔ دوا سازی۔ ڈاکٹری۔ انجنیئری۔ علم ادب سائینس۔ زراعت۔ علم نباتات علاج المواشی میں دی جاتی ہے۔ ڈگری وزیر تعلیم عطا کرتا ہے۔ اور وہ دو حالتوں میں عطا کی جاتی ہے (۱) ان طلبا کو جنہیں کالج اور یونیورسٹی کے افسران معمولی زمانہ تعلیم کے بعد ڈگری کے قابل خیال کریں (۲) ان اشخاص کو جنہیں ہاکشی لوگوں کی جماعت اس قابل قرار دے۔ قانون کا مضمون بالعموم وہ طالب علم لیتے ہیں۔ اور یہہ مضمون مشکل خیال کیا جاتا ہے پولیٹکل اور ملکی عہدوں کے لئے اسی جماعت سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ قانونی طلبا لاطینی زبان سیکھتے ہیں۔ ڈاکٹری کی تعلیم میں جرمن اور پولیٹکل تعلیم میں فرانسیسی سیکھنی ہوتی ہے۔ یونیورسٹی کی لائبریری میں ۳ سے چار لاکھ تک جلدیں موجود ہیں ہر ایک کالج میں خاص شاخوں کو خاص طور پر مطالعہ کرنے کے لئے طلبا اور پروفیسروں کی سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہہ سوسائٹیاں مقررہ اوقات پر جمع ہو کر اپنی کوششوں کے نتائج اپنے اپنے رسالوں میں شائع کرتی ہیں۔ اور یہہ رسالے یورپ اور امریکہ میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

سائینس کی تجربہ گاہوں میں سارا سامان پورا اور کل ضروری اوزار مکمل ہیں۔ ٹوکیو یونیورسٹی کے ساتھ علم ہیئت کی تعلیم کے لئے ایک مکمل رصدگاہ بھی ہوئی ہے۔ نباتات کے متعلق تعلیم دینے کے لئے ایک باغ چالیس ایکڑ کا کالج کے ساتھ ہے۔ زراعتی کالج کے ساتھ عملی تجربوں کے لئے ۳۰۸ ایکڑ کا ایک وسیع قطع موجود ہے تجربوں کے متعلق کالج کی اس شاخ کی طرف سے اس وقت تک چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں جو مقبول عام ہوئی ہیں۔ دوا سازی کی جماعت کیلئے اعلی درجہ کی عالیشان اور وسیع عمارت تیار کی گئی ہے اور اس میں تجربوں کے لئے ضروری سامان اور اوزار بہم پہنچائے گئے ہیں۔ انجنیرنگ کالج میں فن تعمیر کل سازی اور جہاز سازی وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے جاپانی اب اپنے لئے عام کلیں آپ تیار کرتے ہیں۔ اپنے جہاز آپ بناتے ہیں۔ اور اپنی بنی ہوئی ریلیں چلاتے ہیں۔ ٹوکیو کے انجنیرنگ کالج کی ترقی کے نتائج حیرت انگیز ہیں۔ اور اس کے اکثر طریقے دوسرے ملکوں میں بھی اختیار کئے گئے ہیں۔ ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت میں اس کالج کے طلبا نے خاص کام کیا ہے بحری اور بری افواج کے لئے اپنے جداگانہ کالج موجود ہیں۔

انتظام یونیورسٹی کے لئے ایک پریزیڈنٹ اور اس کے ماتحت پروفیسروں کی کونسل ہوتی ہے۔ اندرونی طور پر ہر ایک کالج کا انتظام بطور خود جداگانہ اور آزادانہ ہے۔ پریزیڈنٹ یونیورسٹی کے اعلی عہدہ داروں میں سے ہوتا ہے۔ اگرچہ جرمن۔ فرانسیسی۔ انگریزی زبان کی تعلیم کے لئے غیر قوموں کے پروفیسر موجود ہیں مگر انتظام یونیورسٹی میں ان کا کوئی دخل نہیں وہ تعلیمی کونسل میں نہیں لئے جاتے۔ وزیر تعلیم کا

تعلق یونیورسٹیون سے برائے نام ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یونیورسٹیوں کے انتظام میں بہت کم دست اندازی کی جاتی ہے۔ ٹوکیو اور کیاٹو یونیورسٹیون پر گورنمنٹ ۲۳ لاکھ سالانہ خرچ کرتی ہے اور یہہ رقم دن بدن بڑھہ رہی ہے۔ جاپان کی یونیورسٹیون کا معیار یورپین یونیورسٹیون سے کسی پہلو کم نہیں مختلف علمی شاخون کا مکمل انتظام کیا گیا ہے۔ شعبہ قانون میں ۱۲۔ شعبہ ڈاکٹری میں ۱۷ انجنیرنگ میں ۱۲ علم ادب میں ۱۴ سائنس میں ۱۰ زراعت میں ۱۵ مختلف شاخین قایم کی گئی ہیں۔ جس قسم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے وہ ہر قسم کی انسانی ضروریات پر حاوی ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء کے شاہی اعلان کے بموجب ٹکنیکل تعلیم تین شعبون پر منقسم ہے:۔

(۱) زراعت۔ اس میں پیداوارون۔ درختون جانورون کی پرورش حفاظت اور علاج کے متعلق تعلیم ہوتی ہے۔ ماہی گیری مچھلیان۔ پانے اور سائنس کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

(۲) تجارتی تعلیم

(۳) صنعت وحرفت کی تعلیم جس میں جہاز سازی بھی شامل ہے۔ ہر ایک شاخ میں ابتدائی۔ سکنڈری اور ہائی تین درجے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کے لئے ٹکنیکل سکولون کی تعداد ۷۰۳ ہے ۱۳۲ سکنڈری اور سات اعلیٰ درجہ کی تعلیم گاہیں ہیں۔ ٹکنیکل سکولون کی غرض یہہ ہے کہ پرائمری تعلیم کو عملی شکل دیکر دے حرفت پیشہ اور زمیندارون کے لڑکے ان سکولون سے خاص طور پر مستفید ہوتے ہیں۔ ان سکولون میں داخلہ کے وقت طالب علم کی عمر کم از کم ۱۴ سال ہونی چاہئے اس صیغہ تعلیمی کا صرف یہی کام نہیں کہ معمولی درجہ کے کاریگر اور کاشتکار بنائے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کے کاریگر اور کاشتکار بنائے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کے ماہر فن اور لیڈر تیار کرنا اس سلسلہ کا خاص مقصد ہے ٹکنیکل تعلیم پر کل ۵۵ لاکھ خرچ ہوتا ہے۔ جس میں سے ۱۳ لاکھ گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔

فن زراعت میں امپیریل کلاس خاص ہے جو وسیع پیمانے پر زراعت کے متعلق سائنٹیفک تجربون میں مصروف رہتی ہے۔ چالیس قطعات تجربہ کے لئے اس سے متعلق ہیں جن پر چھہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ علاوہ برین ۱۱۰ کے قریب مختلف مقامات پر پیداوارون کے تجربات کرنے کے کھیت ہیں۔ ماسوائے اس کے سفری لیکچرون مقامی سوسائٹیون نمائش گاہوں اور تجربہ گاہون کے ذریعے بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور یہہ سارا سلسلہ وزیر زراعت کے زیر انتظام ہوتا ہے۔ ابتدائی درجہ کے زراعتی سکولون کی تعداد ۵۰۳ اور سکنڈری سکولون کی ۷۴ ہے ایک اعلیٰ درجہ کا زراعتی کالج ٹوکیو یونیورسٹی کے متعلق ہے۔ اور تین کالج ہاکیڈو اور موریکوا۔ ساپورو میں قایم ہیں۔ ساپورو میں ۱۵ پروفیسر ۱۳ اسسٹنٹ پروفیسر اور ۹ لیکچرار ہیں جو عموماً امریکہ اور یورپ کی یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ ہیں اس کے ساتھہ ایک اعلیٰ درجہ کی لائبریری ایک لیبورٹری اور ایک باغ ہے۔ اس کا سالانہ خرچ ایک لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔ تعلیم کا جو اثر عام تجارت پر ہوا ہے اس کی ایک نظیر ریشم ہے سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۵ لاکھ کا کچا ریشم غیر ممالک کو گیا تھا سنہ ۱۹۰۲ء میں یہہ تعداد ڈیڑھہ کروڑ اور سنہ ۱۹۱۰ء میں تین کروڑ روپیہ سالانہ تک یہہ ایک مد ترقی کر گئی ہے۔ تجارتی سکولون کی تعداد ۹۹ ہے سکنڈری سکول اس لاین کے ۳۱ ہیں اور دو اعلیٰ درسگاہیں ٹوکیو اور کوبی میں ہیں۔ ان سکولون میں کاروبار تجارت میں مدد دینے والے ہی تیار نہیں کئے جاتے بلکہ اصلی تاجر بنائے جاتے ہیں تجارتی سکولون میں تاگویا کا سکنڈری سکول نمونہ ہے۔ اس میں تجارتی حساب۔ تواریخ۔ جغرافیہ کیمسٹری سرکاری اور تجارتی دفترون کا حساب کتاب۔ فن تجارت کے عام وخاص اصول۔ پولیٹیکل اکانمی۔ مختلف قسم کی پیداوارون اور قانون تجارت وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے۔ ٹوکیو کے تجارتی سکول میں ۹۵۰ طلبا اور ۶۱ معلم ہیں۔ سوا لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اعلیٰ جماعتون میں معمولی کورس کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی میں حساب اور تجارتی سائنس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جاپان کی انڈسٹریل ترقی معجزے سے کم نہیں۔ بعض کارخانے اپنی کامیابی اور خوبی مال کے لحاظ سے یورپین اور امریکن کارخانوں کے ہم پلہ ہیں۔ گورنمنٹ کے زیر انتظام ریلوے کامون جہازی بندرگاہون اور اسلحہ خانون وغیرہ میں بھی عوام کو کام سکھلایا جاتا ہے یہان سے کام سیکھہ کر لوگ اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ گورنمنٹ نے لیکچرون کے ذریعے تعلیم دینے اور مختلف ضروری واقفیت عوام الناس تک پہنچانے کا انتظام کر رہا ہے اور ملک میں کئی مقامات پر مختلف قسم کی تجربہ گاہیں اور مشنین عوام کی تعلیم اور واقفیت کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔

انڈسٹریل تعلیم میں فزک۔ کیمسٹری جیومیٹری۔ ڈرائینگ۔ لکڑی اور دہات کے کامون میں اوزارون کا استعمال۔ رنگنا بننا عملی کیمسٹری۔ جہاز سازی وغیرہ مضامین ہوتے ہیں۔ انڈسٹریل تعلیم کے لئے ۴۴ ابتدائی ۲۵ مڈل اور ۱۳ اعلیٰ درجہ کی درسگاہیں قایم ہیں ہر ایک سکول پر اوسطاً دس ہزار روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ اس صیغہ کے فارغ التحصیل طلبا کی بڑی مانگ ہے۔ یہان سے فارغ التحصیل ہو کر

طلبا جہازی اور ریلوے کارخانوں وغیرہ میں کام پر لگائے جاتے ہیں۔

ایک اخبار نے لکھا تھا ہندوستان میں جہاں ایک نجار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک کلارک بن جاتا ہے اور لارڈ کرزن نے سنہ ۱۹۰۴ء کے تعلیمی ریزولیوشن میں تسلیم کیا تھا۔ کہ ہندوستان کے ٹکنیکل سکولوں کے تیار کئے ہوئے شاگرد بازار میں سیکھے ہوئے لڑکوں کے برابر بھی نہیں ہوتے +

انڈسٹریل مڈل سکول بنگال کے ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ بنگال کا انسٹی ٹیوٹ گورنمنٹ کا قایم کردہ نہیں۔ یہ سکول کارخانوں اور فیکٹریوں کے نیجر تیار کرتے ہیں۔ ان سکولوں نے جاپان کی صنعتی ترقی میں خاص حصہ لیا ہے۔ زیادہ طلبا علم برق۔ جہاز سازی پارچہ بافی۔ رنگنے اور دھاتوں کو ڈھالنے کا کام سیکھتے ہیں۔ ایک مکمل سکول پر ایک لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اور تیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے سکولوں میں جو چیزیں سکھانے میں بنائی جاتی ہیں وہ فروخت کی جاتی ہیں +

ٹوکیو کے اعلےٰ درجہ کے ٹکنیکل سکول پر سالانہ خرچ دو لاکھ کے قریب ہوتا ہے۔ پروفیسر خالی وقت جاپانی صنعتوں اور حرفتوں کے متعلق تجربے کرنے میں لگاتے ہیں۔ ان کی کوششوں کے نتایج کا نہایت عمدہ اثر جاپان کی صنعتی ترقی پر ہوا ہے ریشم بافی۔ چھتریاں اور مٹی کے برتن بنانے کے کاموں میں خاص کامیابی ہوئی ہے۔ اب اس سکول میں چند ہندوستانی بھی تعلیم پاتے ہیں۔ اس سکول کے کئی فارغ التحصیل طالب علم مختلف قسم کی ایجادیں کر چکے ہیں۔ جہاز سازی کا اعلیٰ سکول اوساکا میں ہے۔ اس سکول میں جہاز سازی کے علاوہ جہاز رانی کی بھی تعلیم ہوتی ہے۔ ٹوکیو نے راگ اور نفیس دستکاریوں کی تعلیم کا سکول بھی کھولا ہوا ہے۔ غیر زبانوں کی تعلیم کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے خرچ سے ٹوکیو میں ایک خاص سکول ہے۔ اس میں روسی۔ انگریزی فرانسیسی۔ جرمن۔ سپین۔ اٹالین۔ چینی۔ کورین وغیرہ زبانیں سکھلائی جاتی ہیں۔ ملکی معاملات یا تجارتی معاملات سے تعلق رکھنے والے بالعموم ان زبانوں کو پورے طور پر سیکھتے ہیں +

جاپان میں شادی کے لئے لڑکے کی عمر کم از کم ۱۷ سال اور لڑکی کی ۱۵ سال قانوناً مقرر ہے اس سے کم عمر میں شادی نہیں ہو سکتی۔ مگر عام طور لڑکیاں ۱۷ سے ۲۰ اور لڑکے ۲۰ سے ۲۵ سال کی عمر کے درمیان شادی کرتے ہیں ہندوستان کی طرح جاپان میں لڑکیوں کو صغرسنی کی شادی کے باعث تعلیم کو ادھورا ہی نہیں چھوڑنا پڑتا۔ کئی لڑکیاں ساری عمر بیاہ نہیں کراتیں۔ پرائمری تعلیم لڑکے لڑکیوں کو ایک ساتھ دی جاتی ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اعلےٰ تعلیم کا انتظام جداگانہ ہے سنہ ۱۹۰۲ء لڑکیوں کے لئے ۸۰ ہائی سکول تھے۔ اور ان میں ۲۱ ہزار پانسو لڑکیاں تعلیم پاتی تھیں۔ علاوہ بریں ۷۰ پرائیوٹ سکولوں میں ۸۰۰۰ لڑکیاں پڑھتی تھیں سنہ ۱۹۰۱ء سے عورتوں کی یونیورسٹی قایم کی گئی ہے لڑکیاں ہائی سکولوں میں تعلیم پاتی ہوئیں کھانا پکانے کپڑے دھونے پیترن لگانے وغیرہ کا کام کرتی ہیں۔ لڑکیوں کے لئے علیحدہ انڈسٹریل سکول بھی ہیں۔ ان میں انہیں سینا پرونا۔ رنگنا پکانا۔ تیمارداری۔ مصنوعی پھول بنانا وغیرہ ہنر سکھلائے جاتے ہیں +

استاد تیار کرنے والے نارمل سکولوں میں جنگی قواعد اور جنگی ورزش پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور تین سال کے لئے لازمی طور پر فوجی خدمت میں داخل ہونے سے پیشتر ہر ایک نوجوان طالب علم عملی طور پر پورا سپاہی ہوتا ہے۔ ۷۵ معمولی نارمل سکول ہیں۔ جن پر سالانہ ۴۴ لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے تین اعلےٰ درجہ کے نارمل کالج ہیں۔ جن میں سے دو مردوں اور ایک عورتوں کے لئے ہے۔ ان میں ہائی سکولوں اور ابتدائی نارمل سکولوں کے لئے استاد تیار کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے نارمل سکولوں پر گورنمنٹ کا ساڑھے سات لاکھ سالانہ خرچ ہوتا ہے طلبا سارے جاپان کا انتخاب لئے جاتے ہیں۔ ہر ایک کو انگریزی سیکھنی ہوتی ہے کچھ جرمن بھی سیکھتے ہیں اور بہت کم فرانسیسی بھی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کثیر حصہ یورپ اور امریکہ کو تکمیل اور مزید مطالعہ کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ نارمل سکولوں میں تمام و کمال خرچ گورنمنٹ کرتی ہے۔ جاپان میں جو کچھ تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے کیونکہ جاپان ایک غریب ملک ہے۔ وزیر اعظم کی تنخواہ صرف بارہ سو روپیہ ماہوار ہے۔ مجلس وزارت کے وزرا کو اور جرنل کو ۸۵۰ اور چیف جج کو ۶۹۰ روپیہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ کالجوں کے پروفیسروں کو ۷۵ سے ۲۱۵ ماہوار تک ملتی ہیں طلبا پر غیر قوموں کے پروفیسروں کا اثر ہونے کے جاپانی سخت مخالف ہیں۔ وہ اپنا معیار اخلاق نہایت اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ اور غیروں کے اثر سے انہیں طلبا کی حب الوطنی کو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے غیر قوموں کے پروفیسروں کو جاپانی ضروری برائی خیال کرتے ہیں۔ اور جہاں تک جلدی ممکن ہو ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ تجارت میں بھی یہی اصول کام کرتا ہے۔ ہر ایک غیر ساخت کی شئے پر جاپانی ساخت کو ترجیح دیتے ہیں۔ غیر قوموں کے پروفیسروں کی تنخواہ چار سو تیس ہوتی ہے پنشن کا

اقرار نہیں ہوتا ہندوستان میں یورپین پروفیسر خاص رعایتین حاصل کرتے ہیں۔ پانسو سے پندرہ سو روپیہ ماہوار تک تنخواہ پاتے ہیں۔

طلبا کی صحت کا جاپان میں خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ دو دفعہ اِن کی صحت کا امتحان کیا جاتا ہے۔ فوجی قواعد۔ جمناسٹک۔ کشتی۔ دوڑنا۔ رسہ کھینچنا کشتی چلانا۔ درختوں اور پہاڑوں پر چڑھنا خاص خاص ورزشین کرائی جاتی ہیں۔ جوجتسو کا طریق عام طور پر رائج ہے۔

مضامین اور کہانیوں میں عموماً جاپانی علم دلیری (جس میں فوجی اور بحری کارناموں کی تصاویر ہوتی ہیں) وفاداری (جس میں سپاہی اپنے شہنشاہ کے لئے جانیں قربان کر رہے ہوتے ہیں) خیرخواہی عامہ۔ حب الوطنی۔ خود ایثاری۔ آزادی۔ خودداری قومی فرائض۔ حکومت خود اختیاری۔ نائیقاموں کا انتخاب کونسٹی ٹیوشن۔ سوسائٹی کے فرائض۔ فوجی خدمات۔ گورنمنٹ۔ سرکاری خدمات اور عوام الناس کے حقوق کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اخلاقی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے کسی خاص مذہبی تعلیم کی سکولوں میں اجازت نہیں۔ وہی اعلےٰ اخلاقی سبق جن کی بنیاد دین دھرم کے وسیع اصولوں پر ہیں سکھلائے جاتے ہیں اور مذہبی تنگ خیالیوں کو بچوں سے دور رکھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق ارکومیس آیتو جاپان کے سب سے بڑے زندہ مدبر کی رائے ہے کہ

ایک قوم کی زندگی میں مذہب کو میں غیر ضروری خیال کرتا ہوں یہ رائے مذہبی تنگ خیالیوں اور توہمات کے متعلق ہے۔ جو مذاہب کا لازمی جزو بن رہے ہیں اور انسان کو ان باتوں پر خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ جن کو اسکی عقل نہیں مانتی اور جن کے متعلق اسکو تجربہ یا مشاہدہ سے کبھی تصدیق نہیں ہوتی ورنہ دھرم ہے کہ جسکی پابندی انسانی روح کو اونچا اٹھاتی ہے اور جو انسانی اخلاق اور کیریکٹر کا سرچشمہ ہے آنکو کو مجال انکار نہیں۔ مذہب کیا ہے؟ محض توہمات کا مجموعہ اور توہم پرستی ایک قوم کی کمزوری کا باعث ہے۔ مذہب سے مدد ڈھونڈنا سخت حماقت ہے۔ جاپان کی جدید ترقی کا باعث یہہ ہے۔ کہ اس نے مذہبی تعصبات کو دانشمندی سے تعلیمی اور پولیٹیکل معاملات پر قربان کر دیا ہے ان مشرقی ممالک پر نگاہ کرو جو مذہب کی غلامی میں پڑے ہیں۔ کیا ہم نہیں دیکھتے۔ کہ ان ملکوں میں مذہبی تعصبات حکمرانی کے اعلےٰ اصول رائج کرنے کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں۔ نہایت ضروری کام یہہ ہے کہ قوم کا اخلاق نہایت اعلےٰ بنایا جائے"

جاپان اپنا اخلاق جو بودھ کی تعلیم کا نتیجہ ہے مغرب کے عیسوی اخلاق سے اعلیٰ قرار دیتا ہے۔

سینکڑوں طالب علم اور اُستاد تکمیل تعلیم کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے وظائف دیکر دوسرے ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔

جاپانی کالجوں کی ایک خاص خوبی یہہ ہے کہ طلبا فارغ التحصیل ہونے کے بعد کاموں میں لگے ہوئے بھی عموماً کالجوں میں آتے رہتے ہیں۔ کالجوں کے میگزین نکلتے ہیں۔ پرانے طلبا سال میں ایک بار ضرور ہی کالج میں جمع ہوتے ہیں۔ اور کالجوں کو عطیات اور یادگارین عطا کرتے ہیں۔

پروفیسر شارپ لکھتے ہیں کہ مقابلتہً جاپانی طلبا ہندوستانی طلبا سے زیادہ لائق نہیں۔ بلکہ جاپانی طالب علم کی نسبت ہندو طالب علم زیادہ ذہین ہے امتحانات کی سختی مضامین کی کثرت غیر زبان میں تعلیم ہندوستان میں مایوسانہ نتائج پیدا کرتی ہے۔ دس سال ہوئے بابو آنند موہن بوس نے کونسل میں کہا تھا۔

پچیس سال ہوتے جب جاپانی طلبا کی پہلی جماعت کو جو یورپ کو بھیجی گئی تھی۔ میں نے دیکھا تھا۔ میں اسوقت کیمبرج یونیورسٹی میں طالب علم تھا۔ اُس وقت کسی کو مشکل سے خیال پیدا ہوا ہو گا کہ جاپانی گورنمنٹ کا یہہ عمل جاپان کے لئے کیسی دماغی اور مادی ترقی کا باعث ہو گا۔ میرا یقین ہے کہ میرے اہل ملک بھی دماغی قابلیت میں جاپانیوں سے کم نہیں اور جو کچھ جاپان نے حاصل کر لیا ہے وہ ہندوستان بھی حاصل کر سکتا ہے"۔ (منقول از آریہ گزٹ)

نمونہ بنو۔ ۱ تمتھیس ۴: ۱۲۔ پولس رسول یہہ حکم تمتھیس کو دیتا ہے جو اس وقت افسس کی کلیسیا کا پاسبان تھا۔ یہہ حکم پاسبانوں کے نہ صرف حسب حال اور مفید اور ضروری ہے بلکہ اس سے کلیسیا کی بڑی ترقی ہوتی ہے اور پاسبان خدا کے اور انسان کے سامنے بری الذمہ اور خوش ہوتا ہے۔ یہی حکم پطرس ۵: ۳ میں ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "اور جو لوگ تمہارے سپرد ہیں اُنپر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلّے کے لئے نمونہ بنو۔ پھر پولس طیطس کو حکم دیتا ہے کہ "ساری باتوں میں اپنے آپ کو نیک کاموں کا نمونہ ٹھہرا"۔ بزرگوں کا خاصہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ماتحتوں کا نمونہ بنیں یہہ سب سے بڑی صفت ہے جو ہر زمانے میں پاسٹر وں سے طلب کیجاتی ہے۔ کیونکہ نمونہ کے بغیر انکا سارا کلام لا حاصل ہے۔ نمونہ کے بغیر پاسبان ٹھنٹھناتا پیتل اور جھنجھناتی جھانجھ ہے۔ اگر پاسٹر کا نمونہ اچھا نہیں تو کلیسیا کے لوگ اور بھی بگڑ جاتے ہیں۔ پاسبان سے وہ متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کے کسی کام سے نہ تو انکو فیض پہنچتا ہے اور نہ ہی لوگ خوش ہوتے ہین پاسبانوں کو اس امر میں اپنی نسبت علم اور یقین ہونا



چاہئے تب اس کے کلام کا بھی اثر ہوگا۔ نیک نمونہ کی گواہی پاسٹر کو اپنے اندر اور لوگوں سے ملنی چاہئے جب تک ان ہر دو جانب سے شہادت نہ آئے تب تک خود پاسٹر کو اور کلیسیا کو سمجھنا چاہئے کہ انہیں سے کسی کو برکت نہیں ملی۔ اگر نمونہ اچھا نہیں تو کیا کلیسیا میں جھگڑے فساد اور ہر طرح کی خرابیاں برپا نہ ہونگیں؟ کیا لوگ پاسبان کے برے نمونہ سے ٹھوکر کھاکر ہلاک نہوں گے؟ کیا پاسبان اسصورت میں خونی نہیں جو اس قدر لوگوں کو ٹھوکر کھلاکر ہلاک کرتے ہیں؟ کیا اسی طرح سے پاسبان بھی واجب القتل نہیں ٹھہرتا؟ اگر کسی پاسبان نے کلیسیا کو اچھا نمونہ نہیں دیا کیا وہ خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری سے سرخرو ہو سکتا ہے؟ کیا کلیسیا کبھی اپنے ایسے پاسبان سے خوش ہو سکتی ہے؟ ان تمام سوالونکا جواب افسوس کے ساتھ یہی دیا جاسکتا ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں!!!

پاسٹرون کو اپنی کلیسیا میں نمونہ بننے کی راہ میں ذیل کی باتیں سد راہ ہوتی ہیں۔ (۱) ذات پات اور علم اور حکومت کا گھمنڈ۔ یہہ گھمنڈ خصوصاً ہمارے ہندوستانی پاسٹرون میں عموماً ہوتا ہے۔ وہ اپنے زعم میں ہیچ ما دیگرے نیست کے مصداق بنے بیٹھے ہوتے ہین (۲) گھمنڈ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہہ بھی ایک بڑی بھاری رکاوٹ پاسٹرون اور پاسبانوں کے نمونہ بننے میں پیش آتی ہے۔ اس خرابی کے سبب سے وہ کلیسیا کے بڑے بڑے اور بارسوخ اور دولتمند اور عالم ممبرون سے ملنا زیادہ پسند کرتے اور اُن سے برابر ملتے جلتے رہتے ہیں ان کو اپنا انگ سنگ تصور کرتے اور انکی بڑی بڑائی اور قدر کرتے ہیں۔ مگر کم مایہ کم علم اور غریب ممبرون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے۔ اُن سے اجتناب کرتے انکو اجنبی سمجھتے۔ اور نہ تو ان کی پرواہ اور نہ قدر کرتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر ایک چھوٹے ممبر پر کچھ خفیف سا معاملہ آپڑے تو اُس کو پوشیدہ یا رفع دفع کرنا تو درکنار رائی کا پہاڑ بنا دینا تو انکا بائین ہاتھ کا کرتب ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی سنگین معاملہ کسی دولتمند یا بارسوخ یا اعلی ذات سے مسیحی شدہ ممبر کو بن جائے تو اُس کو نہایت کوشش اور جانفشانی سے ہر قسم کی تجویز کرکے پوشیدہ کرنے کی فکر اور تردد کرتے ہیں۔ یہہ تیسری (۳) روک ہے جو پاسٹرون کو اُن کے منصبی فرائض ادا کرنے میں حایل ہوتی ہے یعنی چھوٹوں کے ساتھ بےانصافی برتنا (۴) پاسٹر اکثر خیال کرتے ہیں کہ ہمارا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ ہم گرجے میں جاکر اتوار کے اور بدھ کے دن عبادت کروادین۔ اور سکرامنٹون کی رسم ادا کرین۔ نکاح یا دفن کی رسم پوری کرین اور بس۔ کلیسیا کی خبرگیری خارج شدون کو پھر ممبر بنانے کی کوشش اور فکر کرنی۔ ہر صورت سے اُن کے اندر باہمی اتحاد اور میل جول پیدا کرنے کی نیت اور سعی۔ انکی دنیاوی بہتری اور ترقی کے خواہان نہونا بلکہ چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا اور ان کا نقصان کرنا۔ اُنپر خواہ مخواہ کی حکومت جتانا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جو کہ نہ تو پاسٹرون کو شایان ہیں اور نہ ہی جانبین کی بہتری اور فایدہ کے پیدا کرنے والے ہیں۔ ایسی حالتمیں پاسٹرون اور کلیسیاں کی بابت سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے؟ کیا خداوند ایسے پاسٹرون کی بابت بھی وہی بات نہیں کہتا جو اُس نے لودیکیہ کی کلیسیا کے فرشتے کو کہی تھی کہ "... اس لئے میں تجھے اپنے منہ سے نکال پھینکونگا"؟ کیا ایسے پاسٹرون کا حال وہی نہیں ہے جو اس کلیسیا کے فرشتے کا تھا جو کہتا تھا کہ "میں دولتمند ہون اور مال دار بنگیا ہو ل

کسی چیز کا محتاج نہیں"؟ کیا خداوند ایسون کو وہی صلاح نہیں دیتا جو اُس نے لودیکیہ کی کلیسیا کے فرشتے کو دی تھی کہ "مجھہ سے آگ میں صاف کیا ہوا سونا خریدلے تاکہ دولتمند ہوجائے۔ اور سفید پوشاک لے تاکہ اسے پہن کر ننگے پن کے ظاہر ہونے کی شرمندگی نہ اٹھائے۔ اور آنکھون میں لگانے کو سرمہ لے تاکہ تو بینا ہوجائے"؟

پاسٹرون کو مذکورہ بالا رکاوٹین اور اپنے اعلی منصب کی قدر اور بزرگی اور ذمہ داری اور اپنے اور اپنی کلیسیا کے مستقبل کو مدنظر رکھکر اُن پانچ باتون میں نمونہ بننا چاہئے جنکا ذکر رسول نے اس آیت میں کیا ہے یعنی (۱) کلام میں۔ یعنی اُس کو درستی سے اور صحیح طور پر تفصیل کرے اور لوگون کی کلام کے دودھہ اور گوشت سے پرورش کرے۔ اپنے متن کے مطلب اور مفہوم سے دور نہ جاپڑے اُس کے موضوع کو بخوبی اخذ اور روشن کرے۔ کلام ہی سے لوگون کی کمک کرے۔ یعنی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے میں جس سے کہ روزمرہ بہت اثر ہوا کرتا ہے بدگوئی اور چغلی سے پرہیز کرکے خوشگوئی اور اخلاق سے پیش آئے۔ بارسوخ لوگون اور شہریون سے اُن کے ملازمون اور کلیسیا کے ممبرون کی شکایت اور بدگوئی نہ کرے بلکہ ہمیشہ انکی بہبودی اور فایدہ کی باتیں کرے اور طریقے سوچے۔ ایسا کرنے سے اگر کلیسیا کے ممبر شریر یا مخالف ہون تو بھی وہ شرمندہ ہوکر اس کے دوست اور نیک اشخاص بنجائینگے۔ یہہ شیطان کا کام ہے کہ جب وہ کلیسیا میں کامیابی دیکھتا ہے تو وہ گفتگو میں بدگوئی شامل کر دیتا ہے اور سب سے پہلے پاسٹر اُس کا شکار ہوجاتے ہیں اور پھر انکی کلیسیاؤن کے ممبر جب کسی معاملہ میں پاسبان کسی ممبر سے گفتگو کرے تو خالص نیت سے بڑی شائستگی

اور ملائمت سے کرے کیونکہ " ملایم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے پر کرخت باتین غضب انگیز ہیں"۔ (۲) چال چلن میں۔ یعنی اپنے طرز عمل میں۔ عمل سے واعظ اور پاسٹر کا نمونہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نیت پھر کلام اور پھر عمل۔ پس عمل نیت اور کلام کا اتحاد یا افتراق ظاہر کر دیتا ہے۔ اگر عمل سے نیت اور کلام کا اتحاد ظاہر ہوا تو یہہ بے ریائی نیک نیتی ہی یہی رسول پاسبانون سے طلب کرتا ہے۔ اور اگر نیت اور کلام کا افتراق عمل میں ظاہر ہو تو وہ مکاری ہے جس میں اکثر پاسبان پھنس جاتے ہیں۔ اسی واسطے رسول نے تیمتھیس کو جو ایک کلیسیا کا پاسبان تھا نصیحت دی کہ نہ صرف کلام میں بلکہ چال چلن میں نمونہ بن محض کلام میں نمونہ بننا کافی نہیں ہے۔ بلکہ کلام اور چال چلن ہردو میں (۳) محبت میں خدا اور انسان کے ساتھہ محبت میں۔ اکرنتھی ۱۳ وان باب میں محبت کے خواص مندرج ہیں جنہین وہ خواص ہیں وہ محبت رکھتے ہیں۔ جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت کرنی فرض ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہون اور اپنے بھائی سے عداوت رکھے تو جھوٹا ہے۔ کیونکہ جو اپنے بھائی ہی سے جسے اُس نے دیکھا ہو محبت نہین رکھتا وہ خدا سے بھی جسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔ جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خونی ہے۔ جس کسی کے پاس دنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اُسمیں خدا کی محبت کیونکر قایم رہ سکتی ہے؟ اگر پاسٹر کے پاس کوئی غریب آدمی آوے اور اسکو کسی شے کی ضرورت ہو اور وہ اُس چندے میں سے جو غریبوں کے لئے اُس کے پاس موجود ہوا کرتا ہے یا اپنے ہی پاس سے کچھ نہ دے اور محتاج کو خالی ہاتھ نکال دے تو

کیا وہ محبت میں نمونہ بن سکتا ہے؟ محبت نہایت ضروری بات ہی۔ اس آیت میں لفظ محبت کا مقام دیکھو کہ اس سے پہلے دو صفات ہیں یعنی کلام اور چال چلن اور اس کے بعد بھی دو باتین ہیں یعنی ایمان اور پاکیزگی۔ سلسلہ خیال یون ہے کہ ایک جانب سے کلام اور چال چلن آتے ہیں اور وہ محبت میں جذب ہو جاتے ہیں دوسری جانب سے ایمان اور پاکیزگی آتے ہیں اور وہ بھی محبت میں جذب ہو جاتے ہیں اور علی الترتیب یہہ ہردو جفت اپنی جانب سے گذر کر اور محبت میں ملوّن ہو کر نکلتے اور اپنے مقابل کے جفت میں ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔ محبت ایک مرکز ہے جس کے بغیر ان چاروں صفات کا دایرہ بننا ممکن ہے محبت ان ہر دو جفتون کو ملانیوالی کڑی ہے جس کے بغیر کلام اور چال چلن۔ ایمان اور پاکیزگی کچھہ چیز نہیں۔ گویا کہ محبت کے بغیر ان چارون باتون کا عدم وجود برابر ہے۔ پس کیسا ضروری ہے کہ پاسبان محبت میں نمونہ نبے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہی +

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہی نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور
محبت ہی اس کارخانہ میں ہے
محبت سے سب کچھہ زمانہ میں ہے
محبت مسبب محبت سبب
محبت سے ہوتے ہیں کار عجب

(۴) چوتھی بات جسمیں پاسبان کو نمونہ بننے کی نصیحت اور حکم ہے وہ "ایمان" ہے ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک مردہ دوسرا زندہ یا ایک تواریخی اور ذہنی ہوتا ہے جس کی بنیاد کسی حقیقت کی صداقت کے تیقن پر ہوتی ہے دوسرا عملی جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے اور محبت ہی پر مبنی ہے۔ یہہ وہ ایمان ہے جس کا ذکر یعقوب رسول نے کیا ہے یہہ ایمان وہ غلبہ ہے

جس سے ہم دنیا پر فتح پاتے ہین۔ اگر کوئی پاسٹر یا پاسبان ایمان مین نمونہ نہ بنے تو وہ محبت میں اور چال چلن میں اور کلام میں کس طرح نمونہ بن سکتا ہے۔ یا برعکس اگر وہ کلام اور چال چلن اور محبت میں نمونہ نہ بنے تو کس طرح سے ایمان میں نمونہ بن سکتا ہے؟ یہہ چارون باتین آپسمیں لازم ملزوم ہیں۔ پھر ایمان میں نمونہ بننے سے مراد یہہ ہے کہ پاسبان اپنے ایمانی عقیدہ میں ایسا پختہ اور بے لوث ہو کہ وہ آزمایش یا ستائے جاتے میں نہ صرف اپنی ہی جان کو دریغ نہ کرے بلکہ اپنی کلیسیا کی خاطر جان دینے کو بھی تیار ہو جائے۔ تازہ نمونہ اس کا بشپ فرنچ صاحب مرحوم ہیں اور پہلی تین صدیون کے مسیحی شہدا۔ مگر افسوس ہے بعضون پر جنہون نے سال حال کی خفیف سی شورش میں جبکہ کلیسیا مخدوش حالت میں خوف ہو رہی تھی ذرہ سی بھی ہمدردی نہ کی بلکہ اشد درجہ کی سرد مہری ظاہر کی۔ کیا ایسون نے رسول کے اُس حکم کی تعمیل کی؟ اور کلام اور چال چلن اور محبت اور ایمان میں وہ نمونہ بنے؟ (۵) پانچوین بات پاکیزگی ہے۔ یہہ صفت واجب طور پر سب سے آخر میں مذکور ہوئی ہے۔ یعنی اگر پاسٹر میں یہہ چارون باتین پائی جاتی ہیں تو وہ پاک ہے اور پاکیزگی میں نمونہ بن سکتا ہی۔ کیونکہ یہہ صفات پاکیزگی کے اجزا ہیں بغیر ان اجزا کے پاکیزگی بن نہیں سکتی یا طبی محاورہ میں یون کہہ سکتے ہیں کہ پاکیزگی ایک معجون ہے جس کے اجزا یہہ چار اشیاء مذکورہ بالا ہیں اس معجون کے استعمال سے پاسٹر خود تندرست خوش رنگ و خوش رو۔ نور آور۔ ذہین۔ اور مقبول خدا اور انسان بن سکتا ہے۔ پس نہایت ضروری ہے کہ پاسٹر ان باتون میں نمونہ بنے +

لیکن وہ نمونہ کن لوگوں کے لئے بنے؟ اس بات سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک شخص اور ہر ایک مسیحی کو ان امور میں نمونہ بننا چاہئے مگر یہان پاسٹرون کو حکم ہے



اور اسی لئے اس مضمون میں پاسٹر یا پاسبان کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے۔ جب یہہ کہا گیا ہے کہ وہ ایمانداروں کے لئے نمونہ بنے تو صاف ظاہر ہے کہ آیت کا موضوع یہہ ہے کہ پاسٹر نمونہ بنے ایمانداروں کے لئے نہ کہ ایماندار پاسٹر کے لئے۔ اس حکم سے کہ پاسٹر ایمانداروں کا نمونہ بنیں پاسٹر کے عہدہ کی عظمت اور ذمہ داری اور وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ اگرچہ لازم ہے کہ وہ سب کے لئے نمونہ بنے خواہ مسیحی ہوں خواہ غیر اقوام مگر چونکہ پاسٹر کو خاص اور ضروری تعلق کلیسیا کے ساتھ ہے اس لئے یہاں پر حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایمانداروں کے لئے نمونہ بنیں ؛

اب آخر میں سوال ہے کہ اے پاسٹر صاحبان کیا آپ نے رسول کے اس حکم کی تعمیل کی ہے ؟ کیا آپ ان باتوں میں ایمانداروں کے لئے نمونہ بنے ہیں ؟ کیا ایمانداروں کی ذمہ داری آپ لوگوں پر نہیں ہے ؟ کیا آپ لوگ ایمانداروں کے لئے نمونہ نہ بنکر اور انکو ٹھوکر کھلاکر خونی نہیں ہیں ؟ اگر آپ لوگوں کے پاس ان سوالوں کا جواب کافی اور واجب ہے تو خوش قسمت ہیں اور اگر نہیں تو ابھی بھی وقت ہے کہ آپ لوگ ایمانداروں کے لئے نمونہ بنیں (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

مراسلات

یاران بے طریقت

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

آخر ہمارے دوست پادری علی بخش صاحب بولے ہی بولے۔ اور خوب بولے۔ گج کے بولے۔ گرج تو چکے ہیں اب برسنے کی باری ہے نور افشان کے بھاگ کھلے۔ ایک اور نامہ نگار مل گئے۔ اور خوب ملے۔ شاباش ہے واعظ کی ہمت پر۔ بڑوں بڑوں کو بلا کے جھوڑتا ہے شکر ہے برے بولے یا بھلے بولے تو سہی۔ مدتوں کے پھپھولے بھرے ہوئے تھے۔ آخر پھوٹے۔ مگر ذرا سی ٹھیس میں پھوٹ پڑے اور تمام گندگی نکال باہر کی امید ہے کہ اب طبع مبارک کو آرام ہوا ہوگا ؛

جناب پادری صاحب قصور تو میرا تھا۔ باقی فقیروں کو ساتھ کیوں لپیٹ لیا۔ گناہ تو مجھ سے ہوا۔ باقی بھیڑیں کیوں پھاڑے کھاتے ہو۔ مجھے سزا دو ؛ مشن سے نکلوا دو۔ کیونکہ پادریوں کے خلاف جو کچھ کہا سو میں نے کہا۔ اب پادری صاحبان کو اکسا دو کہ آپنے ایک دشمن کو کیوں مشن میں رکھ لیا۔ واہ واہ آپ کی نیک نیتی۔

پادریصاحب۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کچھ خدا پرستی ایمانداری اور اپنے عہدہ کا پاس ہے۔ تو مہربانی سے بتادیں کہ کب میں نے کوٹھ چیلوں کی مخالفت کی۔ کب اور کس موقعہ پر مشنری صاحبان کو برا بھلا کہا۔ کسی پبلک جلسہ میں یا پرائیوٹ ملاقات میں۔ یا تو آپ ثابت کریں۔ یا میں ثابت کرونگا کہ آپ نے باوجود مشن کے نمک خوار ہونے کے بارہا مشنریوں کے خلاف زبان کھولی ہے۔ آپ کی شان کے لائق نہ تھا کہ آپ ایسی باتیں اپنے قلم سے ظاہر کرتے ؛

پادریصاحب۔ غصہ تو آپ کو صرف اس بات کا ہے۔ کہ جو میں نے لکھا۔ کہ ان کو لیڈر کس نے بنایا۔ مہربانی سے آپ بتادیں کہ دیسی مسیحیوں نے آپ کو بشپ صاحب کے پیش کیا۔ کہ انکو ہمارا لیڈر بنا دو۔ ہم ان کی سنیگے یا صرف مشنری صاحبان نے آپ کو گون پہنا دیا۔ کیا آپ کے تقرر کے وقت تمام دیسی بھائی باغ کے رہنے والے خوش تھے۔ آپ ذرا سوچیں ؛

پادریصاحب میرا مدعا تو یہہ تھا کہ ملکی معاملات میں ایجی ٹیشن کے حامی ہمارے لیڈر ہیں۔ آپکو الٹی سوجھی۔ سچ بتائے کہ ہمارے بھائی کسی کو بھی لیڈر سمجھتے ہیں۔ آپ کو کیوں غصہ آگیا۔ کس جلسہ میں آپکو بھائیوں نے ملکی معاملات میں لیڈر مانا ہے۔ یا ایجی ٹیشن کے باقی حامیوں کو ؛

آپ جو فرماتے ہیں کہ بشپ صاحب کا اشارہ انہی فقیروں کی طرف ہوگا . . . الخ۔ اگر یہہ بات ہوتی تو بشپ صاحب صفائی سے مجھ کو لکھ دیتے کہ ہمارا اشارہ تمہاری طرف ہے۔ یہہ صرف آپ اپنی بلا اتار کر فقیروں کے گلے ڈالنا چاہتے ہیں۔ پادری صاحب ۶ فقیروں سے اچھی نہیں دل لگی ؛

آپ مہربانی سے بشپ صاحب سے دریافت فرماسکتے ہیں۔ یا مجھے اجازت دیں کہ میں ان سے دریافت کرکے اخبار میں شائع کروں ؛

پادریصاحب واقعی ہر ایک مسیحی کا فرض ہے کہ ہر دکھی کا ہمدردی ہووے۔ اسمیں خوف وہراس کی کوئی بات نہیں۔ اگر لاجپت رائے کی ہمدردی ایسی ہی سچی ہمدردی تھی۔ تو آپ نے ایڈیٹر ٹریبیون کی خدمت میں عاجزی سے کیوں عرض کی تھی۔ کہ "میرا نام اخبار میں شائع نہ کرنا"۔ چنانچہ اسمیں آپکا اور آپ کے ساتھیوں کا نام درج نہ ہوا مگر اخبار پنجابی کو آپ کہنا بھول گئے۔ اس نے وہاں شائع ہوگیا۔ اچھی مسیحی ہمدردی ہے کہ نام کو چھپاتے پھرتے ہیں میں نہیں کہتا کہ آپکا ہمدردی کرنا ناجائز ہے۔ مگر یہہ ضرور کہونگا۔ کہ بادشاہ کے دشمنوں کا ہمدرد بادشاہ کا دشمن ہے۔ خواہ کوئی ہووے۔ کلام بھی ہمکو ایسا ہی سکھلاتا ہے ؛

باقی آپ کے طعنے گوشت اور پلاؤ کے جو ہیں
یہہ ایسے چھوٹے ہتھیار ہیں۔ جو آپ کو زیب نہیں
دیتے۔ تو انکا جواب مجھ فقیر سے کب زیب دیگا۔
پادری صاحب۔ مہربانی سے آپ پھر اپنی تحریر
کو پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ خونی تحریر میری ہے
یا آپ کی۔ منہ کا تھوکا مجھ پر آرہا ہے یا ......+
نورافشان میں جو کچھ میں لکھتا رہا۔ یا لکھتا
ہوں۔ وہ پبلک پر ظاہر ہے۔ اگر مجھ کو زبردستی روکا
گیا۔ تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ جس کو میں نے
راستی سمجھا اس کو ظاہر کرنے سے کبھی رکا نہیں
لیکن آپ تو رک گئے۔ اگر آپ کے دل میں لاجپت
رائے کی سچی ہمدردی تھی۔ تو آپ نے جلسہ کیوں نہ
کر لیا۔ کیا راستی رک سکتی ہے آپ اچھے دلیر پادری
کہ گورنمنٹ کے روکنے سے راستی سے رک گئے
پھر اور ہم آپ سے کیا امید رکھتے ہیں۔
کیا اچھا ہو کہ چند بزرگ مشنری صاحبان
بیٹھیں اور ان باتوں کا فیصلہ کریں۔ کہ آیا۔
آپ کا حامیان ایجیٹیشن کے ملنا جائز تھا یا ناجائز
اگر وہ کہدیں کہ جائز۔ تو میں اپنی تحریر کو واپس لونگا
اگر وہ ناجائز بتادیں۔ تو پھر آپ ہی بتادیں کہ کیا
کرنا چاہئے۔
باقی آپ کی فضول باتوں کا جواب نہ دونگا۔
کیونکہ وہ ہمارے مضمون سے واسطہ نہیں رکھتیں
آخر میں عرض ہے کہ+
آپ غصہ تھوک دیں۔ اور سنجیدگی اور متانت
سے کام لیں۔ میں حاضر ہوں۔ بشپ صاحب
آپ کے پاس ہیں۔ اُن سے دریافت کریں
پھر مناسب جواب دیں۔ سلام
میں ہوں آپکا مسیحی بھائی
واعظ

اشتہارات

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ [illegible] معہ ضمیمہ [illegible]
″ ″ معہ محصولڈاک ″ [illegible] ″ [illegible]
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی+

شرح اجرت اشتہارات

تعداد اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	[illegible]	[illegible]	ے
چوتھائی کالم	[illegible]	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	[illegible]
پورا کالم	عہ	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر ما بعد کے لئے
ایک آنہ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے
لئے نہ لیا جائیگا:۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں+

پادری ایچ گولک ناتھ صاحب بی اے اڈیٹر و مہتمم نورافشان ساکن پھلور کے لئے لودیانہ مشن سٹیم پریس میں باہتمام دانیلی براد کے چھپا